اسلام میں جہاد کا مقام؟

قسط نمبر ۳

جناب مولانا محمد منشا کاشف صاحب

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس مضمون کی دو قسطیں پہلے شائع کی جا چکی ہیں جبکہ اس کی دوسری قسط مئی ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں شائع ہوئی تھی۔ اب اس کی تیسری قسط موجودہ شمارہ میں شائع کی جا رہی ہے اس قسط کو بھی سابقہ قسطوں کے ساتھ ملا لیجئے۔

ولا تقولوا لمن یقتل الی قولہ ولکن لا تشعرون آیت ہذا شہدائے بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے یہ چودہ آدمی تھے۔ چھ مہاجر اور آٹھ انصار۔ فتح البیان' تفسیر خازن میں ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں جب یہ صحابہ شہید ہوئے تو بعض لوگ بکواس کرنے لگے کہ فلاں مرگیا اس سے دنیا کا چین و آرام چھن گیا کچھ دن اور کھاتا پیتا تو اچھا ہوتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم دنیا کے لوگوں کو تو وہ عیش و آرام نصیب بھی نہیں جو ان کو بوجہ شہادت کے حاصل ہوا۔ کفار نے یہاں تک بکواس کی کہ یہ لوگ یعنی صحابہ کرامؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے لئے ناحق اپنی جانیں کھوتے ہیں اور مر کر دنیا کے عیش و آرام سے محروم ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کی کہ تمہارا یہ خیال خام' غلط اور باطل ہے جو لوگ فی سبیل اللہ مارے گئے وہ برزخ و قبر میں تم سے زیادہ نازو نعمت میں ہیں جنت میں ان کے لئے بہترین رزق ہے اس سے دنیاوی زندگی ہرگز مراد نہیں۔ جیسا کہ اہل بدعت کا خیال ہے کہ شہداء زندہ ہیں ہماری آہ و بکا کو سنتے اور دیکھتے ہیں ہماری مرادیں پوری کرتے ہیں۔ **العیاذ باللہ** اگر کوئی ولی یا شہید یا پیر قبر میں جا کر بھی دنیا کی طرح زندہ رہتا' دنیا کے حالات سے واقف ہوتا تو زندہ کو دفن کرنا کب جائز تھا؟ اور اس کی بیوی کے لئے بعد انقضاء عدت نکاح ثانی کیوں جائز ہوتا؟ اور اس کے مال کا ورثہ کیوں تقسیم ہوتا وغیرہ وغیرہ۔

بے شمار صحابہؓ اسلامی غزوات میں شہید ہوئے مگر کوئی صحابی کسی شہید کو حاضر و ناظر اور مشکل کشا نہیں جانتا تھا اور نہ ہی ان کو حاجات کے لئے پکارتا' نہ ان سے امداد طلب کرتا تھا کیونکہ یہ صریح شرک ہے؟

جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ جمعرات یا دیگر دنوں میں آتے ہیں ان سے پوچھنا چاہیے اگر کسی مولوی کا انتقال ہو جائے تو اس کی عورت عدت کے بعد نکاح ثانی کر لے تو مولوی صاحب آ کر اپنی بیوی کو کیا کہیں گے کیا خاوند کی موجودگی میں عورت دوسری شادی کر سکتی ہے؟ خاوند کے ہوتے ہوئے دوسرا آدمی اس کی بیوی سے نکاح کرے اور اس کے حقوق ادا کرے تو ایسے خاوند کو دیوث کہا جائے گا۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ یہ عقیدہ چھوڑ کر توحید و سنت کے پابند بن جائیں اور اہلحدیث ہو کر خدا اور رسول کو راضی کریں۔

پس معلوم ہوا کہ مراد اس زندگی سے عالم برزخ کی زندگی ہے جس سے دنیاوی زندگی کو کوئی تعلق نہیں وہ زندگی اس زندگی سے بدرجہا بہتر اعلیٰ و ارفع ہے اسی واسطے آیت ہذا کے آخر میں فرمایا **ولکن لا تشعرون** یعنی شہداء کی زندگی تمہارے شعور، تمہاری عقل، فہم سے بالاتر ہے تم نہیں سمجھ سکتے دوسری آیت میں فرمایا **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون**○ (پ ۴ آل عمران)

ترجمہ :- اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز نہ مردہ سمجھئے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

شہنشاہ دو جہاں ارشاد فرماتے ہیں کہ گو شہید فی سبیل اللہ دنیا میں مار ڈالے جاتے ہیں لیکن آخرت میں ان کی روحیں روزیاں پاتی ہیں اس آیت میں **عند ربھم** کہہ کر یہ اشارہ کر دیا کہ ان کی زندگی کو تم سے کوئی تعلق نہیں وہ تمہاری آواز کو نہیں سنتے، نہ تمہاری مرادیں پوری کر سکتے ہیں وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

تفسیر خازن و فتح البیان میں لکھا ہے کہ آیت باب میں دلیل ہے اس امر پر کہ عصاۃ (نافرمانوں) کے لئے قبر کا عذاب اور مطیع فرمانبرداروں کے لئے قبر کا ثواب ثابت ہے اس کے بارہ میں احادیث کثیرہ وارد ہیں جو درجہ تواتر معنوی کو پہنچتی ہیں۔ شہداء بدر کے متعلق جو نافہم کافروں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ انہوں نے لڑائی میں جان دے کر اپنی زندگی گنوا دی زندگی کے لطف سے محروم ہو گئے انہیں جواب مل رہا

ہے کہ جس معنے میں تم انہیں مردہ سمجھ رہے ہو وہ اس معنی میں مردہ نہیں بلکہ اس دنیاوی زندگی سے کہیں بڑھ کر وہ لذت یاب ہو رہے ہیں حقیقی زندگی عالم برزخ میں انہیں اب حاصل ہوئی ہے لیکن تم اس حیات عالی صفات کا ادراک اپنے حواس ظاہری کے ذریعہ نہیں کر سکتے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے **انما ھی امر لا یدرک بالعقل بل بالوحی** روح المعانی میں ہے **لا نہا من احوال البرزخ التی لا یطلع علیہا ولا طریق للعلم بہا الا بالوحی** تفسیر جامع البیان میں ہے **وارواح الشھدآء فی اجواف طیر خضر تسرح فی الجنتہ** یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ نیز کعبؓ بن مالک سے مرفوعاً اسی قسم کے الفاظ وارد ہیں **کمار واہ احمد والترمذی و صححہ والنسائی وابن ماجہ** بعض شہداء کی روحیں سفید پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں **کما اخرجہ عبدالرزاق عن قتادہ** اور بعض کی سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں **کما اخرجہ ابن ابی حاتم والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی العالیہ)** مزید تفسیر ستاری میں ملاحظہ فرمائیں۔

شہداء کی تمنا دنیا میں جانے کی:

آیت **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ "الایہ"** کی تشریح میں مشکوۃ شریف میں عبداللہ ؓ بن مسعود سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب شہادت کی روحوں کو نہایت حسین و جمیل شکلیں عطا کی جاتی ہیں وہ جنت میں جہاں سے چاہتی ہیں اپنے من مانے پھل کھاتی ہیں عرش عظیم کے نیچے بسیرا کرتی ہیں اللہ رب العزت کی ملاقات سے مشرف ہوتی ہیں اللہ رب العزت کئی کئی بار ان سے دریافت فرماتا ہے تمہیں کس چیز کی تمنا ہے؟ وہ ہر بار یہی عرض کرتی ہیں پروردگار ہم جنت میں عیش کرتی ہیں اپنی مرضی کا کھاتی پیتی ہیں اور ہمیں کچھ نہیں چاہیے البتہ ہماری یہ آرزو ہے کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تاکہ ہمیں ایک دفعہ پھر راہ حق میں شہادت کے مزے چکھنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

مشکواۃ شریف صفحہ ۵۷۹ پر بحوالہ جامع ترمذی درج ہے کہ **قال اللہ تبارک و تعالی انہ قد سبق منی انھم لا یرجعون** رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا کہ میری طرف سے قطعی طور پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جو دنیا سے آگئے ہیں وہ دنیا کی طرف پھر نہیں جا سکتے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ مرنے کے بعد کوئی مسلمان آدمی دنیا کی طرف لوٹنے کو پسند نہیں کرتا اگرچہ اس کو ساری دنیا کی بادشاہت ہی کیوں نہ مل جائے مگر صرف شہید ہے جو دوبارہ دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرتا ہے (مشکوۃ) صفحہ ۳۳۵ بحوالہ نسائی شریف)

اسی طرح ایک جگہ آپ نے فرمایا۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یو تی بالرجل من اھل الجنتہ یوم القیمتہ فیقول اللہ تبارک و تعالی یا بن ادم کیف وجدت منزلک ؟ فیقول یا رب خیر منزل۔ فیقول سل و تمنہ فیقول ما اسئل و اتمنی الا ان تر دنی الی الدنیا فا قتل فی سبیلک عشر مرات لما یری من فضل الشھادۃ (نسائی ۔ مسند احمد)

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک جنتی کو اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا اے فرزند آدم تو نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا؟ وہ جواب دے گا پروردگار مجھے خوب ٹھکانا ملا ہے۔ (یعنی اچھا ٹھکانا ملا ہے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری کوئی اور خواہش اور آرزو ہے وہ عرض کرے گا اے پروردگار میری کوئی اور خواہش اور آرزو اس کے علاوہ نہیں کہ تو مجھے دس مرتبہ دنیا میں بھیجے اور میں ہر مرتبہ تیرے راستے میں جان نچھاور کرتا جاؤں۔ اس کی یہ آرزو شہادت کا مرتبہ عظیم دیکھ کر ہوگی۔ پیغمبر انسانیت کا فرمان ہے۔

عن سعید بن المسیب ان ابا ھریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفسی بیدہ لولا ان رجالا" من المومنین لا تطیب انفسھم ان یتخلفوا عنی ولا اجد ما احملھم علیہ ما تخلفت عن سریتہ تغزوا فی سبیل اللہ والذی نفسی بیدہ لو ددت انی اقتل

فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل (نصرۃ الباری شرح صحیح بخاری باب تمنی الشہادۃ صفحہ ۸۹-۹۰)

ترجمہ:- امام زہریؒ فرماتے ہیں مجھے حضرت سعید بن المسیبؒ نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ ایمان والوں میں سے بہت سے لوگ جہاد میں مجھ سے پیچھے رہنے کو پسند نہیں کرتے اور نہ ہی میں ان کو اپنے ہمراہ لے جانے کیلئے سواری پاتا ہوں تو میں کسی بھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کے راستہ میں غزوہ کر رہا ہو اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں شہید کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں یہاں پر بعض شارحین نے یہ اشکال پیدا کیا ہے کہ باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ میں شہید نہیں ہوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرما رکھا تھا **واللہ یعصمک من الناس** (اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا) پھر آپ کا شہادت کو چاہنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن التینؒ نے تو اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپؐ کا یہ ارشاد اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہو لیکن حافظ صاحب رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ آیت آپ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد شروع کے دنوں میں نازل ہوئی ہے اور اس روایت کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ سن ۷ ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں میرے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ کسی فضل و خیر کی تمنا سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا وقوع بھی ضروری ہو یہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود جہاد کی فضیلت بیان کرنا اور اس کی رغبت دلانا ہے۔

شہید دنیا میں واپس آنے کی اس لئے تمنا کرتا ہے کہ قدرت نے شہادت کی موت میں ایسی مٹھاس اور لذت رکھی ہے کہ جب کوئی مجاہد ایک مرتبہ اسے چکھ لیتا ہے تو پھر وہ بار بار اسے چکھنے کی خواہش کرتا ہے ظاہری طور پر ملک و ملت کے جان نثار زخموں سے نڈھال' خون کے فواروں سے نہائے ہوئے اور ان کے اعضاء و جسم کے

ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں لیکن اس سے انہیں کوئی درد و کرب محسوس نہیں ہوتا۔ اس پر حضور علیہ السلام کے یہ ارشادات شاہد ہیں۔

شہادت کی موت بے اذیت ہے:

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشھید لا یجد الم القتل الا کما یجد احد کم الم القرصتہ

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو جام شہادت نوش کرتے وقت اتنی ہی چبھن اور تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے" (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۳۳ بحوالہ نسائی و دارمی و ترمذی شریف)

اسی طرح محسن انسانیتؐ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

عن ابی مالک الا شعری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من خرج فی سبیل اللہ فمات او قتل او وقصہ فرسہ او بعیرہ او لدغتہ ھامتہ او مات علی فراشہ بای حتف شاء اللہ مات فانہ شھید و ان لہ الجنتہ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو مالک اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں گھر سے نکل پڑا اور اسے موت آگئی یا قتل ہوگیا یا اس کے گھوڑے یا اونٹ نے اسے پٹک دیا۔ یا سانپ نے اسے ڈس لیا۔ یا بستر پر اس نے جان دے دی خواہ کسی موت سے بھی وہ مرا جو اللہ نے اس کیلئے مقدر کر رکھی تھی وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے' مستدرک حاکم میں ہے

من سال القتل فی سبیل اللہ صادقا مات اعطاہ اللہ اجر شھید

جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدق دل سے شہید ہونے کا سوال کرے گا پھر وہ اگرچہ اپنے بستر میں مرے اسے اللہ تعالیٰ شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

مستدرک حاکم میں حضرت سہل بن حنیفؓ کی روایت میں یہ الفاظ مقدسہ ہیں۔

من سال اللہ الشھادۃ بصدق بلغہ اللہ منازل الشھداء و ان مات علی فراشہ

جو شخص اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے شہادت مانگے گا تو اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے مگر اللہ

تعالیٰ اسے شہیدوں کے مرتبہ پر پہنچا دے گا۔

مندرجہ بالا حدیث میں یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے کہ شہید صرف وہ ہے جو دشمن کے وار سے جاں بحق ہو جو شخص گھر سے اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے نکل پڑا اور اس کا ایمان شک و نفاق سے مبرا اور پاک صاف ہے تو اس راہ میں جو موت بھی اسے نصیب ہوگی وہ شہادت کی موت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے اصحاب شہادت کے زمرے میں اٹھائے گا۔ خواہ شہادت کی تیغ و تفنگ سے وہ قتل ہو دشمن کے بھرپور وار سے جان دی ہو یا کوئی ناگہانی تیر' یا بھولی بھٹکی گولی جان لیوا ثابت ہوئی ہو یا مورچوں کے اندر ہی کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا ہو اور وہ مرگیا ہو یا خود اپنی ہی سواری سے گر کر مرا ہو یا اپنی ہی سپاہ کے ہتھیار یا گولی' گولا بارود کی لپیٹ میں آکر جان دے بیٹھا ہو یا فرش راحت پر طبعی موت نے اسے آدبوچا ہو' بہرحال جو موت اسے آئے گی وہ راہ خدا کی موت ہوگی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں شہادت کی موت نصیب ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے جن صحابہ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت پر کیا طریقہ اختیار کیا طریقہ اختیار کیا کیونکہ وہ طریقہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ○ (پارہ ۲۸ سورت الحشر)

ترجمہ :- جس چیز کا رسول ﷺ حکم دیں اس پر عمل کرو جس چیز سے رسول ﷺ منع کریں اس کام سے رک جاؤ اور اللہ کا ڈر رکھو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین ما تولیٰ کا تولی و نصلہ جہنم وساءت مصیرا" (پارہ ۵ سورۃ نساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ :- اور جو شخص رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کے لئے امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ (یعنی خلفاء راشدین کا راستہ) چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے اس طرف پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے پہنچ جانے کی۔

خدا اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے

ومن یعص اللہ و رسولہ و یتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین

(پارہ ۴ سورۃ نساء آیت ۱۴)

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا تو وہ اس کو آگ میں داخل کرے گا اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

فرمانبرداروں کے لئے جنت ہے

اللہ کا ارشاد ہے **و من یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الا نھر خلدین فیھا و ذلک الفوز العظیم** ○ **(پارہ ۴ سورۃ نساء آیت ۱۳)**

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کرے گا اللہ تعالٰی اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کر دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اسی طرح کسی نے خوب کہا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جنہم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

آیات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ تو خدا تعالٰی انہیں انعامات سے نوازیں گے اور عالیشان مقام جنت کے مستحق ہوں گے اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کے حکم کے خلاف چلیں گے قرآن و سنت کو چھوڑ کر اور راستہ اختیار کریں گے وہ لوگ جنہم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے اسلئے ہمیں چاہیے شادی، غمی بلکہ ہر کام میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی اس زندگی کو گزاریں جو اللہ تعالٰی نے عطا فرمائی ہے۔